

اخلاق

اخلاقی اخلاط کا حقیقی سبب

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مشہور حدیث مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حسنہ کی کامل کتاب، قرآن مقدس ہے۔ قرآن حکیم کی ایک مختصر سورہ ”العصر“ میں ان اخلاق کا ایک اجمالی خاکہ یوں پیش کیا گیا ہے :-

انسانی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ انسان ہمیشہ گھائے اور نقصان میں رہا سوائے ان کے جو اللہ پر ایمان لائے، انہوں نے نیک کام کئے، اور ایک دوسرے کو نیک کاموں کی صلاح دی اور راہ میں جو مشکلات پیش آئیں، انھیں برداشت کیا۔

ایمان باللہ، اعمال صالحات، تواضع بالحق اور تواضع بالصبر، انسانی تاریخ اور اخلاق کی یہ چار صداقتیں ہیں جنہوں نے اس پر عمل کیا وہ فائز و کامران ہوئے اور جنہوں نے ان سے بے پروائی کی وہ ناکام و قاصر رہے، یہ بنیادی صداقتیں اتنی ہی قدیم ہیں جتنی خود انسانیت۔

اخلاق حسنہ جن سے تہذیب نفس ہوتی ہے اور انسانیت کا ایک اور عہدہ اور صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ حضرت شاہ ولی صاحب نے ان کے چار اصول بتائے ہیں اور ان کے الفاظ میں ہر مذہب اور شریعت ان کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھتی رہی۔ ان اخلاق کی ہر مذہب میں اگرچہ صورتیں مختلف رہیں، لیکن رُوحِ صاب کی ایک تھی شاہ صاحب اپنی فاضل تالیف ”مہمات میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ: فقیر پر یہ بات روشن کی گئی ہے کہ تہذیب نفس کے سلسلے میں جو چیز شریعت میں مطلوب

ہے وہ چار خصلتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اپنی چار خصلتوں کے لئے بھیجا ہے۔ تمام ملحقہ میں اپنی چار اخلاق کا ارشاد اور ان کے حاصل کرنے کی ترغیب موجود ہے اور بڑی نیکی اپنی چار اخلاق، اور خصلتوں کا نام ہے اور بڑے بالمقابل اثم یا گناہ سے مراد وہ عقائد و اعمال اور اخلاق ہیں جو انہیں چار خصلتوں کی ضد ہیں۔

ان چار اخلاق میں سے ایک طہارت ہے اس کی طرف میلان ہر سلیم الفطرت انسان کے اندر ودیعت رکھا گیا ہے اور طہارت صرف ظاہری صفائی کا نام نہیں ہے لیکن شریعت نے جو اس کے اقسام بتائے ہیں ان پر صحیح طور سے عمل پیرا ہونے سے جو دہائی کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ طہارت کا حاصل ہے جس کو انس اور نور سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

دوم انبیات یا خداوند قدوس کے لئے انتہائی درجہ کی عجز و نیاز مندی ہے جس کی تفصیل میرے استاذ مکرم علامہ عبید اللہ سندھیؒ نے اس طرح فرمائی ہے کہ ایک سلیم الفطرت شخص جب طبعی اور فارجی تشویش سے فراغت کے بعد اس کے حلال اور اس کی کبریائی میں غور کرتا ہے تو اس پر ایک حیرت اور دہشت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے یہی حیرت اور دہشت خشوع اور خضوع، انبیات یعنی نیاز مندی کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اس میں تمام عبادات آجاتی ہیں۔ سوم صامتہ اور فیاضی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نفس بڑے خصائل اور اخلاق سے مغلوب نہ ہو۔ مثلاً طلب لذت، حب انتقام، حسد، غیبت، بخل اور حرص وغیرہ سے اپنے آپ کو بچائے رکھے۔ اس میں عفت (پاکدامنی) جود و جہد، صبر و عفو، سخاوت، قناعت اور تقویٰ تمام آجاتے ہیں۔ شکم اور فرج کی خواہش قبول نہ کرنے کا نام عفت اور پاکدامنی ہے، آسائش اور ترک عمل کی خواہش کو قبول نہ کرنے کا نام جہد و جہد ہے، بزرع و فرس و اور بے صبری کو رد کرنا صبر ہے۔ انتقام اور بدلہ لینے کی خواہش کو زبان عفو ہے، خواہش بخل کو چھوڑ دینے کا نام سخاوت ہے اور حرص و ہوا کو قبول نہ کرنے کا نام قناعت ہے۔ شریعت کی بتائی ہوئی حدود سے تجاوز نہ کرنا تقویٰ ہے۔

چہارم عدالت ہے۔ سیاسی اور معاشرتی نظاموں کی روج رواں یہی خصلت اور خلق ہے، ادب، کفایت، حریت، سیاست مدنیہ اور حسن معاشرت وغیرہ سب عدالت کی شاخیں ہیں، اپنی حرکات و سکنات پر نگاہ رکھنا، عمدہ اور بہتر وضع اختیار کرنا اور دل کو ہمیشہ اس طرف متوجہ رکھنا ادب ہے، جح و خرچ، خرید و فروخت اور تمام معاملات میں عقل و تدبیر سے کام لینا کفایت ہے

خانہ داری کے کاموں کو بخوبی انجام دینا حریت ہے اور شہروں اور لشکروں کا اچھا انتظام کرنا سیاست مدینہ ہے بھائیوں اور دوستوں میں نیک زندگی بسر کرنا، ہر ایک کے حق کو پہنچانا اور ان سے الفت و بنیاد سے پیش آنا حسن معاشرت ہے۔

یہی چار اخلاق ہیں جن کی تکمیل سے انسانیت کو ترقی حاصل ہوتی ہے اور ان کو چھوڑنے سے انسان قمر مذلت اور خواری میں کرتا۔ شاہ صاحبؒ کی نظر میں تمام انبیاء علیہم السلام، ان چار اخلاق کی تعلیم کے لئے مبعوث ہوئے یہ ایسے اصول ہیں کہ ان میں شریعت کے عقائد اور اعمال سب آجاتے ہیں اور سورۃ العصر میں انسانیت کی کامیابی اور ترقی کے بعد جو اعمال بتائے گئے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی اخلاق اور خصائل انسانی کے سلسلے میں یہ تحقیق گویا ان کے لئے تفسیر کی حیثیت رکھتی ہے۔

اخلاق حسنہ کے مختصر تذکرہ کے بعد اب ہم اخلاقی انحطاط کے اسباب کی طرف آتے ہیں:-
ویسے تو اخلاقی انحطاط کے فلسفہ اخلاق میں کئی اسباب بتائے گئے ہیں لیکن قرآن حکیم کی تعلیمات، قصص انبیاء کے مطالعہ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی کسرلی اور قیصر کے دور حکومت کے متعلق بتائی ہوئی تحقیق سے (جس کی تفصیل ازالۃ الحفاد اور حجتہ اللہ البالغہ میں موجود ہے)۔

یہ بات ملتی ہے کہ اخلاقی انحطاط کا حقیقی سبب انسانیت میں اجتماع شرک کا رائج ہونا ہے اور یہ بے ہامرایہ داری اور برافہمیت بالغہ سے پیدا ہوتا ہے اس لئے قرآن حکیم میں خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعداء میں سے ابولہب کا نام لایا گیا اور ابو جہل کو چھوڑ دیا گیا، کیونکہ ابولہب کہہ کا بڑا سرمایہ دار تھا مال اور دولت کے نشہ میں اس کی اخلاقی گراؤ کا یہ عالم تھا کہ وہ کھل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آزار پہنچانے کے درپے تھا۔ حضورؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے تھے، چونکہ وہ حضورؐ کا چچا تھا اور مکان کے قریب تھا تو پردس کا نیال بھی چھوڑ کر غلاظت پھینکتا تھا، یہاں اہل مکہ کی بڑی معاشرت اور بڑی اقتصادی حالت کا ایک جڑا نمونہ دکھا کر اخلاقی انحطاط کی طرف اشارہ کیا اور اس پر بددعا کی گئی اس کا اصلی مطلب اصلاح ہے کہ اہل مکہ میں یہ حالت نہ رہے بلکہ اصلاح پذیر ہو کر یہ معاشرہ قرآنی حکیم کی تعلیم پر آجائے۔

قرآن حکیم میں نوح علیہ السلام، لوط علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام کا ذکر متعدد مقامات پر آئی ہے حضرت شعیبؑ بھی حضرت نوحؑ اور حضرت لوط علیہما السلام کی طرح دعوت دیتے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام

کی قوم ایک معاشرتی مسئلہ نکاح میں زیادتی کرتی تھی اور شعیب علیہ السلام کی قوم بھی اسی طرح معاف نہیں
مسئلہ ناپ تول میں کمی کرتی تھی۔ قرآن کریم کی سورۃ ہود میں بتایا گیا ہے کہ حضرت علیہ السلام کی قوم
کے افراد میں دونا جائز خصلتیں پائی جاتی تھیں ایک تو وہ خدا کے لئے شریک بناتے تھے اور دوسرے
ناپ تول میں ظلم کرتے تھے۔ چونکہ انھوں نے اپنے نبی کی دعوت کو رد کر دیا اس لئے انھیں برباد کر دیا گیا
کچھ اہل علم یہاں شرک کا ذکر دیکھ کر عذاب کا مدار صرف اس بات پر رکھتے ہیں کہ وہ شرک کرنے کے
باعث برباد کر دیئے گئے لیکن قرآن حکیم کے واضح الفاظ کی رو سے ان کی تباہی کے دونوں ہی اسباب
ہیں۔

اس سلسلہ میں تحقیق یہ ہے کہ دنیا میں دو قسم کے حکماء ہوتے رہے ایک وہ جو الہیات کی تعلیم
دیتے رہے۔ جنھیں حکماء الہی کہا جاتا ہے۔ دوسرے اجتماعی حکماء ہیں یعنی فقہاء وغیرہم اور یہ انسانی اجتماع
کو چلانے والے ہوتے ہیں۔ اس اجتماع کا حقیقی چلانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اس میں دنیا کا کوئی بادشاہ،
حاکم اور حکیم حصہ دار نہیں ہے۔ اجتماعی حکیم کی نظر میں جو شرک ہے اسی شرک کو قرآن حکیم میں ناجائز منع
قرار دیا گیا ہے۔ قوم شعیب علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں یہی بتلایا گیا ہے کہ وہ اجتماعی شرک میں
مبتلا تھے، جیسے ناپ تول میں کمی کرتے تھے اسی وجہ سے ان کو برباد کیا گیا تھا، عدل اور ظلم حقیقت میں
اجتماعی حکمت کے الفاظ ہیں، قرآن مجید نے شرک کو ظلم عظیم قرار دیا ہے یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ قرآن مجید
کا لفظ شرک عام ہے سورۃ ہود میں آتا ہے وھاذا نظام للعبيد یعنی میں بندوں پر ہرگز ظلم کرنے
والا نہیں ہوں۔ اصل میں جو شخص ظلم کو قانونی شکل دیکر موزور ہے کہ اسے خدا کے سوا قانون کا مالک کسی
اور طاقت ہی کو مانا پڑے گا۔ اب جب وہ قانون کا مالک کسی اور طاقت کو مانے کا تو وہ اجتماعی حکمت میں
دوسرا فرمان لے گا اور یہ اجتماعی حکمت میں شرک ہے اس میں سب سے پہلے بادشاہ اور حاکم آجاتے
ہیں جیسے فرعون جو اپنے آپ کو قانون کا مالک سمجھتا تھا اور ایسے علماء اور فراء بھی اس میں آجائیں گے جو
تقدس کے نام قانون کے مالک بن جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک۔ امام الأئمہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد
ہیں فرماتے ہیں: وھاذا عند الدین الا الملوک۔ واحبار سوء ورہابنا۔

قریش مکہ اس اجتماعی شرک میں مبتلا تھے اس وجہ سے ان کے اخلاق میں انحراف آگیا تھا۔ وہ فی الجملہ
اللہ پر ایمان رکھتے تھے۔ سورۃ عنکبوت میں آتا ہے کہ قریش مکہ اس بات کو مانتے تھے کہ زمین و آسمان کا

پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ اللہ سے دور دیکھتے اور ان میں اخلاقی گراؤٹ بھی اس کی وجہ تھی کہ وہ اجتماعی شرک میں مبتلا تھے جو ایک گونہ اخلاق انسانی سے عاری ہونے کا نام ہے جیسے لوط علیہ السلام کی قوم نکاح کے معاملہ اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ناپ تول کے معاملہ میں تھی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حکمت کی بات کے مخاطب سب انسانیت ہوتی ہے اور اسے (توحید) ہر ایک آدمی اپنی فطرت کے مطابق سمجھ لیتا ہے مگر اس کے نیچے قانونی درجہ ہے اور قانون کے ضرور ہے کہ کوئی قانون دان ہمیں اس قانون سے آگاہ کرے۔ اسلامی قانون یہ ہے کہ غیر اللہ کے نام قسم نہ کھائی جائے اور اللہ کے شعار یعنی بیت اللہ کے سوا کسی اور طرف سجدہ نہ کیا جائے اسکی خلاف ورزی کرنا گویا قانونی شرک ہے۔ اس قانونی شرک کے ارتکاب کے باعث وہ مجرم بن جائے گا اور قانونی مزاکام مستحق ہے جس طرح اور قانون کی خلاف ورزی جرم قرار دی گئی ہے۔ اس طرح اس شرک کو جرم قرار دیکر اس کی بھی سزا مقرر کر دی گئی ہے۔ جو شخص توحید کو شرک حقیقی کی طرف جانا ہے اس کی سزا غیر محدود ہے۔ قانونی شرک کی جزا دوسرے جرموں کی طرح محدود ہے۔

محدود اور غیر محدود میں یہ فرق ہے کہ دوسرے جرائم جیسے جانی گے وہ اسلام سے خارج نہیں ہوتے۔ ان کو سزا ضروری جائے گی، لیکن ان پر کفر کے فتویٰ میں احتیاط برتنا چاہیئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ بالغریب مسلمان مشرکوں کو جو قانونی شرک میں مبتلا ہیں۔ بہت غصہ کرتے ہیں مگر انہیں کافر نہیں کہتے۔ اسی طرح تقویت الایمان میں حضرت شاہ شہید رحمہ اللہ بھی یہی رویہ ہے۔ مولانا محمد لکھوی زینت الاسلام میں اس کی بڑی دادا دیتے ہیں۔ توحید کا شرک کفر ہے جس میں قریش مبتلا تھے اس کی سزا ضرور ملنی چاہیئے۔ دوسرا قانونی شرک جس میں قریش مکہ مبتلا تھے۔

علیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے نزدیک انسانوں کی اجتماعی زندگی کے لئے اقتصادی توازن ایک ضروری امر ہے اور ہر انسانی جماعت کو ایک ایسے اقتصادی نظام کی ضرورت ہے جو اس کی ضروریات زندگی کا کفیل ہو جب لوگوں کو اپنی معاشی ضرورتوں سے فراغت نصیب ہوتی ہے تو پھر وہ اپنے خالی وقت میں جو ان کے پاس کسب محاش کے لئے بچ جاتا ہے زندگی کی ان شعبوں کی ترقی اور تہذیب کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں جو انسانیت کا اصل جوہر ہیں لیکن ان کی اگر اقتصادی ضروریات

بھی فراہم نہ ہوں اور ان کی وجہ سے انسان کی جدوجہد اس کی حیوانی ضرورتوں تک محدود ہو جائے تو انسانیت کے اعلیٰ مقامات کا کسے ہوش رہے گا۔ اقتصادی نظام کے درست اور متوازن ہونے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حیات دنیادی میں انسانیت کے اخلاق تکمیل پذیر ہوتے ہیں۔

شیراز کے حکیم شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے اس سلسلہ میں کیا خوب فرمایا ہے

چوں سفر برمنار بر بندم چہ خورد با مدار فرزندم

بقیہ صفحہ ۹ سے آگے

معاملہ ہوتا ہے۔ سرمایہ دار، غریب، مزدور اور کسان کو اپنا بھائی نہیں سمجھتا اور ان پر اقتصادی مظالم کرتا ہے۔ خود تو عیاشیوں میں لاکھوں روپے خرچ کرتا ہے لیکن مزدور اور غریب کسان بھوکا پیٹ سوتا ہے۔ اس ہنر مند دنیا میں آج بھی کئی مسلمان قبائل ایسے ہیں جو قبائلی قانون کے پابند ہوتے ہیں انتقام میں ناجائز کشت و خون ان کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ کسی معمولی شبہ پر بھی عورتوں کو قتل کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا !

جاہلیت کے تمام خون یعنی انتقام خون باطل کر دیئے گئے سب سے پہلے میں اپنے فاندان کا خون ربیعہ بن الحارث کے بیٹے کا خون باطل کر دیتا ہوں۔

عصر حاضر میں سرمایہ داری کی ایک لعنت جو سود تھا آج بھی اس کا کاروبار زوروں پر ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی ختم کر دیا تھا۔ آپ نے فرمایا جاہلیت کی تمام سود باطل کر دیئے گئے۔ اور سب سے پہلے اپنے فاندان کا سود عباس بن عبدالمطلب کا سود باطل کرتا ہوں۔

عورتیں شر و ع سے مظلوم رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس طرح قدر دانی کا تاج پہنایا اور فرمایا: فاتقوا اللہ فی النساء عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو! اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سارے خطبہ میں عصر حاضر کے جملہ مسائل کا حل موجود ہے۔